(سید محمد یونس بخاری)

مثیل بوذر

مرے قبیلے کی رسمِ مہر و وفا کا پیکر
مرے بزرگوں کے ذکر و فکر خفی جلی کا عظیم وارث
وہ قرنِ اوّل کی عظمتوں کا حسین پر تو
جہانِ علم و عمل کا مہرِ منیر لوگو
وہ ہمت و عزم کا ہمالہ
وہ دانش و حکم کا حوالہ
وہ علم کی رفعتوں کا ہالہ
شبِ سیہ میں وہ اک اجالا
مؤیدِ دینِ حق تعالیٰ
وہ ایک درویش ابنِ درویش
جلوتوں میں فلاحِ امت تراشتا تھا
تو خلوتوں میں حقیقتوں کو تلاشتا تھا
وہ کاروانِ وفا و صدق و صفا کا نوشہ
وہ جرأتوں کا، جہانِ جہد و غزیٰ کا نغمہ
نبی کے یاروں تمام پیاروں سے پیار کرتا
وہ دامنِ دشمن ہی تار تار کرتا
وہ جدّ و اب کی تمام کیفیتوں کا مظہر
وہ بزمِ عشاقِ سرور دیں کا میر و محور
میں اس پہ نازاں مرا برادر رُخِ منور
وہ میری دنیا کو چھوڑ کر اب
جہانِ نو کا مکیں ہوا ہے

مکینِ خلدِ بریں ہوا ہے
مرا برادر بہ نامِ بوذر مثیل بوذر
میں اسکی فرقت میں مضطرب ہوں
میں ایسا ہلکان ہو رہا ہوں
جو اپنی قسمت پہ ناز کرتا تھا
اپنی قسمت پہ رو رہا ہوں

(۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء ملتان)

سید محمد کفیل بخاری

خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گِلہ بھی سُن لے........!

معاصر ماہنامہ ''الخیر'' ملتان کی حالیہ اشاعت میں جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہ کا تعزیتی شذرہ مدیر الخیر کے قلم سے نکلا ہے۔ موصوف نے حضرت شاہ جی رحمہ اللہ سے ایک ایسی بات منسوب کی ہے جو انہوں نے کبھی نہیں کہی۔ نہ تقریر میں اور نہ تحریر میں۔ مدیر موصوف نے یہ حرکت خود کی ہے یا کسی ''گنبد'' سے انہیں اس دجل و تلبیس کی ''ہدایت'' ملی ہے۔..... جاننے والے خوب جانتے ہیں۔!

حضرت جانشینِ امیرِ شریعت رحمہ اللہ اپنے افکار و نظریات میں بالکل واضح تھے۔ اور انہوں نے یہ حق اپنے والد، استاذ یا مرشد کو بھی نہیں دیا تھا کہ وہ ان کے افکار کی تشریح و تاویل کریں۔ وہ جس بات کو حق سمجھتے اس پر جم جاتے، پوری جرأت سے اس کی ذمہ داری قبول کرتے اور اس کے اظہار و بیان میں وہ کبھی بھی اور کسی سے بھی مرعوب نہیں ہوئے۔ بعض ناعاقبت اندیشوں کے نزدیک یہی اُن کا سب سے بڑا جُرم تھا۔ مگر اُن سے محبت کرنے والوں اور دانشمندوں کے نزدیک یہی اُن کی شخصیت اور علمی وجاہت کا نقش لافانی تھا۔ وہ اپنے عہد کے بڑے لوگوں کی علمی صلاحیتوں اور زہد و تقویٰ کے معترف ضرور تھے مگر اُن سے مرعوب نہیں تھے۔

انہوں نے تمام زندگی اپنا مؤقف کامل انشراحِ صدر کے ساتھ سینکڑوں تقریروں میں بیان کیا اور صفحات میں رقم کیا وہ آخر وقت تک اپنے اس مؤقف پر استقامت کے ساتھ قائم رہے۔ اس مسئلہ میں انہوں نے اپنے والد ماجد، استاذ گرامی اور مرشد کی سندِ اعتماد کے بعد کبھی کسی نومولود ''مہکک'' کی سند و حمایت کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا۔

ہمیں افسوس ہے کہ مُدیر ''الخیر'' نے ایک ایسے موقع پر یہ حرکت کی ہے جب ہمارے دل صدمہ سے چور چور ہیں۔ انہوں نے خانوادۂ امیر شریعت کے خیر المدارس اور خانوادۂ خیر محمد کے ساتھ تعلق و محبت کو بھی ملحوظ نہ رکھا۔ حضرت شاہ جی نے تو مرتے وقت بھی خیر المدارس سے ''وفا'' کی مگر جو آپ نے لکھا، کیا وہ اس وفا کا صلہ ہے؟ وفا اور خیر کے صلہ میں شر.....؟ ہائے افسوس تم نے خدا کے قرب میں بیٹھ کر غلط بیانی کی......شاہ جی کی زندگی میں تو آپ سمیت کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ ان کے افکار کی تشریحات و تاویلات کرے اُن کے مرنے کے بعد یہ ضرورت کیوں محسوس کی گئی ہے؟ اس سے قبل ''الخیر'' محرم الحرام ۱۴۱۶ھ کے شمارے میں بھی ایک مضمون میں اسی قسم کی رژاژ خائی کی گئی اور اسی مضمون کے آخر میں یزید پر لعنت کے جواز کے